اعلامیہ: مجلس اتحادِ امت پاکستان

ادارہ

یکم رجب ۱۴۴۷ھ مطابق ۲۲ر دسمبر ۲۰۲۵ء بروز پیر، کراچی میں ''مجلس اتحاد امت پاکستان'' کے تحت تمام مکاتبِ فکر اور دینی تنظیموں کا مشاورتی اور علمی اجتماع منعقد ہوا، جس میں تمام مکاتبِ فکر اور دینی جماعتوں اور تنظیموں کے ذمہ داران اور اکابر علماء شریک ہوئے اور ملکی دینی وقانونی معاملات پر ایک متفقہ لائحہ عمل اور اعلامیہ جاری کیا، جسے افادۂ عام کی غرض سے نذرِ قارئین کیا جارہا ہے۔ (ادارہ)

''تمام مکاتبِ فکر کے علماء اور مختلف دینی جماعتوں اور تنظیموں کا یہ اجتماع مندرجہ ذیل امور پر مکمل اتفاقِ رائے رکھتا ہے:

❶ - آئینِ پاکستان دفعہ ۲۲۷ کی رُو سے حکومت پر لازم ہے کہ وہ ملکی قوانین کو قرآن وسنت کے مطابق بنائے اور کوئی قانون قرآن وسنت کے خلاف نہ بنائے۔ اس غرض کے لیے اسلامی نظریاتی کونسل نے اپنی مکمل سفارشات تیار کی ہوئی ہیں۔ آئین کی رُو سے ان کو پارلیمنٹ میں پیش کرکے ان کے سلسلے میں قانون سازی حکومت کی ذمہ داری ہے، لیکن افسوس ہے کہ سالہا سال گزرنے کے باوجود اب تک انہیں پارلیمنٹ میں پیش نہیں کیا گیا۔ یہ اجتماع حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ نفاذِ شریعت کو اولیت دے اور یہ سفارشات پارلیمنٹ میں پیش کرکے اُن کے مطابق قانون سازی کی جائے۔

❷ - ملک میں اسلامی قوانین کے جاری اور غیر اسلامی قوانین کے خاتمے کے لیے مؤثر ترین ادارہ ''وفاقی شرعی عدالت'' اور سپریم کورٹ کی ''شریعت اپیلٹ بینچ'' ہے۔ آئین کی رُو سے وفاقی شرعی عدالت میں تین علماء جج ہونے چاہئیں، لیکن عرصہ دراز سے یہ عدالت علماء ججوں سے خالی ہے، نیز شریعت اپیلٹ بینچ میں بھی علماء کی غیر موجودگی ایک سوالیہ نشان ہے اور شاید یہی وجہ ہے کہ ان عدالتوں کی طرف رجوع کی شرح

بہت کم ہوگئی ہے۔ یہ اجتماع مطالبہ کرتا ہے کہ آئین کے مطابق علماء ججوں کا تقرر یقینی بنایا جائے۔

❸ - آئین کی چھبیسویں ترمیم کا یہ ایک مستحسن فیصلہ تھا کہ ملک سے رِبا (سود) کے مکمل خاتمے کے لیے ایک معین مدت مقرر کر دی گئی تھی جو ۳۱ر دسمبر ۲۰۲۷ء کو ختم ہو رہی ہے۔ اور یکم جنوری ۲۰۲۸ء سے سودی نظام کو مکمل ختم کر کے اسلامی مالیاتی اور بینکاری نظام کو نافذ کرنا تھا۔ اس سلسلے میں اسٹیٹ بینک سے تمام بینکوں کو ہدایت دی گئی تھی کہ وہ مذکورہ مدت میں اپنے تمام مالی معاملات کو سود سے پاک کر لیں۔

لیکن اس دوران اس مبارک عمل کو سبوتاژ کرنے اور رکاوٹیں ڈالنے کا سلسلہ شروع ہو گیا ہے۔ باوثوق ذرائع سے یہ معلوم ہوا ہے کہ وزارتِ قانون کی طرف سے ایک یادداشت تیار کی گئی ہے جس میں ان بینکوں کو اس حکم سے مستثنیٰ کرنے کی تجویز پیش کی گئی ہے جن میں غیر ملکی افراد کی حصہ داری (شیئر ہولڈنگ) ہے اور باوثوق ذرائع سے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ بڑے بینکوں کی اکثریت کو استثناء دے بھی دیا گیا ہے۔ اس استثناء کی وجہ اس تحریر میں یہ بتائی گئی ہے کہ کچھ بین الاقوامی معاہدات کا یہی تقاضا ہے۔

ہم یہ بات واضح کرنا چاہتے ہیں کہ پاکستان کے آئین کو برتری حاصل ہے اور جو کوئی غیر ملکی کمپنی پاکستان میں کام کرتی ہے، اسے پاکستان کے قانون کے تابع رہ کر ہی کام کرنا پڑتا ہے۔ یہ ایک مسلّم اُصول ہے کہ بین الاقوامی معاہدات جب تک پارلیمنٹ کے ذریعے قانون نہ بن جائیں، انہیں دستور اور قانون پر بالاتری حاصل نہیں ہوتی، لہٰذا یہ عذر کسی طرح قابل قبول نہیں ہے اور یہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ سے جنگ جاری رکھنے کے مرادف ہے۔

ان حالات میں یہ اجتماع متفقہ طور پر یہ مطالبہ کرتا ہے کہ دستور میں سود ختم کرنے کی جو مدت مقرر کی گئی ہے، اس پر لفظاً و معنیً مکمل طور سے عمل کیا جائے۔

❹ - حال ہی میں دستورِ پاکستان میں ستائیسویں ترمیم انتہائی عجلت میں منظور کی گئی ہے۔ اس ترمیم میں متعدد امور عدلیہ کی آزادی پر قدغن کے حکم میں ہیں، لیکن ایک بات قرآن وسنت سے صراحتاً متصادم ہے اور وہ یہ کہ صدرِ مملکت اور افواجِ پاکستان کے بعض اعلیٰ مناصب پر فائز افراد کو نہ صرف ان کی مدتِ کار میں بلکہ تاحیات ہر قسم کی فوجداری کارروائی سے مکمل استثناء دیا گیا ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ ان کے کام چھوڑنے کے بعد بھی زندگی بھر وہ ہر قسم کے جُرم کی باز پرس سے آزاد رہیں گے۔ یہ استثناء قرآن کریم کے بالکل خلاف ہے، جس نے یہ دوٹوک ہدایت عطا فرمائی ہے کہ:

’’يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ‘‘ (النساء:۱۳۵)

ترجمہ: ’’اے ایمان والو! انصاف قائم کرنے والے بنو، اللہ کی خاطر گواہی دینے والے، چاہے وہ گواہی تمہارے اپنے خلاف پڑتی ہو، یا والدین اور قریبی رشتہ داروں کے خلاف۔‘‘

شعارِ نبوت تو یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ بدر میں عین حالتِ جنگ میں خود اپنے آپ کو قصاص کے لیے پیش کیا، خلیفۂ دوم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور خلیفۂ چہارم حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے عہد میں اپنے آپ کو عدالت میں فریقِ ثانی کے ساتھ مساوی حیثیت میں پیش کر کے بلاامتیاز اور شفاف عدل کا نمونہ پیش کیا۔ ہم اس کا اعتراف کرتے ہیں کہ: ’’بنیان مرصوص‘ کے معرکہ میں کامیابی پر افواجِ پاکستان مبارک باد کی مستحق ہیں، لیکن ان کے اعلیٰ مناصب کو استثناء دینا اُن کے مناصبِ جلیلہ کے شایانِ شان نہیں ہے، بلکہ کردار پر دھبہ لگانے کے مرادف ہے۔

بفضلہٖ تعالیٰ ہمارا آئین سن ۱۹۷۳ء سے تمام حلقوں کی طرف سے متفقہ چلا آرہا تھا، ستائیسویں ترمیم کی بنا پر آئین کو بھی متنازعہ بنا دیا گیا ہے، لہٰذا یہ اجلاس مطالبہ کرتا ہے کہ اس ترمیم کو منسوخ کیا جائے یا قومی مشاورت اور پارلیمنٹ کے اتفاق سے دستورِ پاکستان کی روح کے مطابق ڈھالا جائے، کیونکہ دستور کسی قوم وملت کا اجماعی میثاق ہوتا ہے۔

❺- جون ۲۰۲۵ء میں اسلام آباد دارالحکومت کے علاقے کے لیے ایکٹ نمبر ۱۱ نافذ کیا گیا ہے، اس میں اٹھارہ سال سے کم عمر لڑکے یا لڑکی کے نکاح کرنے، کرانے اور نکاح پڑھانے کو قابلِ سزا جرم قرار دیا گیا ہے، اور اس کے لیے سخت سزائیں مقرر کی گئی ہیں۔

اندیشہ ہے کہ یہ قانون تمام صوبوں سے بھی منظور کرایا جا سکتا ہے، جبکہ سندھ کی حکومت پہلے ہی ایک ایسا قانون بنا چکی ہے۔ یہ اجلاس واضح الفاظ میں قرار دیتا ہے کہ یہ قانون قرآن وسنت کے بالکل خلاف ہے۔ اسلام میں نکاح کی کوئی عمر مقرر نہیں ہے، بالخصوص بلوغ کے بعد جو ہمارے ملک میں عموماً بارہ سے پندرہ سال کی عمر تک ہو جاتا ہے، کسی شخص کے لیے نکاح پر پابندی عائد کرنا موجودہ ماحول میں ناجائز تعلقات اور زنا کاری پر آمادہ کرنے کے مرادف ہے، لہٰذا اس اجلاس کا متفقہ مطالبہ ہے کہ اس وفاقی قانون اور سندھ کے پابندی کے قانون کو منسوخ کیا جائے۔

❻- ٹرانس جینڈر ایکٹ سن ۲۰۱۸ء میں نافذ ہوا تھا، جسے وفاقی شرعی عدالت نے قرآن وسنت کے خلاف قرار دے دیا تھا، لیکن حکومت نے اس کے خلاف سپریم کورٹ شریعت اپیلٹ بینچ میں اپیل دائر کر دی جو ابھی تک زیرِ التوا ہے، جس کے نتیجے میں وفاقی شرعی عدالت کا فیصلہ معطل ہے، اور قانون فی الحال جوں کا توں موجود ہے، البتہ شنید ہے کہ پارلیمنٹ کی کوئی کمیٹی اس میں ترمیم پر غور کر رہی ہے۔

یہ اجلاس واضح الفاظ میں یہ قرار دیتا ہے کہ تخلیقی طور پر جس شخص کی جنس مشتبہ ہو، اسے اسلامی اصطلاح میں ''خنثیٰ'' کہا جاتا ہے، اس کے لیے شریعت میں مفصل احکام موجود ہیں جن میں یہ بھی داخل ہے کہ اسے معاشرے میں باعزت شہری کے طور پر تسلیم کیا جائے اور اس کی بے عزتی سے پرہیز کیا جائے۔

لیکن ''ٹرانس جینڈر'' کی اصطلاح جس معنی میں مغرب کی طرف سے گھڑی گئی ہے، اس کا خنثیٰ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ ''ٹرانس جینڈر'' کا مطلب یہ ہے کہ ہر شخص اپنے مذکر یا مؤنث ہونے کا فیصلہ اپنی حیاتیاتی یا تخلیقی بنیاد پر نہیں، بلکہ خود اپنی پسند یا ناپسند کی بنیاد پر کرسکتا ہے، یہ درحقیقت ہم جنس پرستی کو لائسنس دینے کے لیے ایک مخفی دروازہ ہے۔ مغرب نے انسان کی اَصناف صرف مرد، عورت اور خنثیٰ کی حد تک محدود نہیں رکھیں، بلکہ انسان کی بہت سی اصناف بنادی ہیں جنہیں LGBTQ کہا جاتا ہے اور ان میں مزید اضافہ ہورہا ہے، اسلامی معاشرے میں اس کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

❼- یہ اجتماع اس بات پر یقین رکھتا ہے اور علماء کی طرف سے اس کا بار بار اعلان کیا گیا ہے کہ ملک میں حالات کی اِصلاح اور شریعت کے نفاذ کے لیے صرف پُرامن آئینی جدوجہد ہی واحد راستہ ہے اور اس غرض کے لیے مسلح جدوجہد نہ موجودہ حالات میں اسلام کا تقاضا ہے، نہ مصلحتِ شریعت کا، اس وقت متعدد بیرونی طاقتیں ملک کو کمزور کرنے اور داخلی انتشار کے ذریعے اس کو تقسیم کرنے پر تلی ہوئی ہیں، ایسے حالات میں کوئی مسلح جدوجہد چاہے وہ اسلام کے نام پر ہو یا قومیت کے نام پر، اس کا فائدہ صرف ملک دشمن عناصر ہی کو پہنچ سکتا ہے، لہٰذا ہم ایک بار پھر ملک میں مسلح کارروائیوں کی مذمت کرتے ہیں، البتہ حکومت سے بھی یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ ان شورشوں کو ختم کرنے کے لیے جائز مطالبات پر عمل بھی کرے اور اس مسئلہ کو حکمت اور تدبر کے ذریعہ حل کرے۔

❽- یہ اجتماع اسلامی جمہوریہ پاکستان اور امارتِ اسلامیہ افغانستان کے درمیان موجودہ کشیدہ حالات پر انتہائی تشویش کا اظہار کرتا ہے۔ یہ صورت حال دونوں ملکوں کے مفاد میں نہیں ہے اور اس سے صرف اسلام دشمن قوتوں کو فائدہ پہنچے گا۔ ہم امارتِ اسلامیہ افغانستان سے پرزور مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ اپنی سرزمین کو ان مفسد گروہوں اور طبقات کی آماجگاہ نہ بنائے جو وہاں دستیاب سہولتوں سے فائدہ اُٹھا کر پاکستان میں تخریب کاری اور دہشت گردی کی کارروائیاں کررہے ہیں۔ قوموں اور ملکوں کے مسائل باہمی مکالمے سے حل ہوتے رہے ہیں اور اب بھی اس کا قابلِ عمل اور قابلِ قبول دیرپا حل یہی ہے۔ لازم ہے کہ دونوں ممالک کی اعلیٰ ترین قیادت مل بیٹھے اور مزید کسی نقصان کے بغیر سارے مسائل کا مثبت اور قابلِ عمل حل نکالا جائے، تاکہ دونوں پڑوسی برادر ممالک کے تعلقات معمول پر آئیں اور ایسے حالات پیدا کیے

جائیں کہ دونوں ممالک کے درمیان نقل وحمل اور تجارت کا سلسلہ جاری رہے۔ ان میں دونوں ممالک کا فائدہ ہے اور ماضی کی اچھی باتوں کو یاد رکھا جائے اور ناخوشگوار باتوں سے صرفِ نظر کیا جائے، یہی دونوں کے ملکی، ملی اور قومی مفاد میں ہے۔

❾ - آج کا یہ تمام مکاتبِ فکر کا نمائندہ اجتماع حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ دینی مدارس و جامعات کے ساتھ کیے گئے میثاق اور اس کی بنیاد پر نافذ ہونے والے قانون پر لفظاً و معنیً عمل کیا جائے اور اس میں نت نئی رکاوٹیں نہ پیدا کی جائیں۔ حکومتی اداروں کے اپنے بعض اعداد وشمار کے مطابق تقریباً تین کروڑ بچے اسکولوں سے باہر بیٹھے ہیں، ریاست وحکومت ان کی تعلیم کا انتظام کرنے سے قاصر ہے۔ ایسے میں دینی مدارس وجامعات کی خدمات کو قدر کی نگاہ سے دیکھا جائے کہ یہ اپنے وسائل کے اندر رہتے ہوئے دینی وعصری تعلیم کے ساتھ ساتھ کفالت کا بھی انتظام کرتے ہیں اور بڑی تعداد میں طلبہ وطالبات ان اداروں میں زیرِ تعلیم ہیں۔ یہ ادارے انھی علاقوں سے جہاں آج شورش ہے، قوم کے بچوں کو لاکر پاکستان کے محبِ وطن شہری اور اچھے مسلمان بناتے ہیں، شرحِ تعلیم میں اضافہ کرتے ہیں۔ ہم یہ بھی واضح کرنا چاہتے ہیں کہ دینی مدارس و جامعات اپنے نظامِ تعلیم اور نصاب کے لیے پہلے کی طرح آزاد رہیں گے۔ دینی مدارس و جامعات نے کسی بھی حکومتِ وقت کے لیے نہ پہلے مسائل پیدا کیے ہیں اور نہ اب کریں گے اور حکومت ان اداروں کو اپنا حریف سمجھنے کے بجائے اپنا حلیف سمجھے، کیونکہ تعلیم کا فروغ اور ملک وملت کا مفاد ہم سب کے درمیان قدرِ مشترک ہے۔ یہ اجتماع اس بات پر افسوس کا اظہار کرتا ہے کہ دینی مدارس کی رجسٹریشن کا قانون بننے کے بعد بھی ان کی رجسٹریشن عملاً بند ہے اور انہیں ناشائستہ تنقید کا نشانہ بنایا جارہا ہے، حالانکہ وہ قومی خزانے پر ایک روپے کا بوجھ ڈالے بغیر لاکھوں طلبہ اور طالبات کو نہ صرف تعلیم دے رہے ہیں، بلکہ اُن کے ذریعہ خدمتِ خلق کا کام اُن جگہوں پر بھی رہا ہے جہاں حکومت کی بھی پہنچ نہیں ہے۔

ہم یہ بات دوٹوک الفاظ میں واضح کرنا چاہتے ہیں کہ دینی مدارس کا بنیادی کام شریعت اور حق کی تعلیم ہے، جس کے ذریعے حکومت سمیت کسی بھی حلقے کی ترغیب وتحریص یا کسی قسم کے دباؤ کے بغیر مستند اور حق گو علماء پیدا کرنا ہے، اس لیے ان کا اپنے نصاب ونظام میں مکمل طور پر آزاد اور خودمختار ہونا ضروری ہے اور دینی مدارس کسی ایسے اقدام کے لیے ہرگز تیار نہیں ہوں گے، جو اُن کے ان بنیادی اہداف کے راستے میں رکاوٹ ہو، اور ان پر ایسے کسی نظام میں داخل ہونے پر مجبور کرنا سراسر زیادتی اور متفقہ قانون کی صریح خلاف ورزی ہے۔ ہم حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ اس معاملے میں عرصے سے مزاحمت اور زبردستی پر آمادہ ہے، ملک پہلے ہی مسائل کا شکار ہے، ایسے حالات میں اس تنازعے کو پالتے رہنے سے مسائل مزید

اُلجھیں گے اور یہ ملک کے لیے سخت مضر ہوگا۔ اور مدارس پر سب سے بڑا اعتراض یہ ہے کہ وہ عصری تعلیم نہیں دیتے، اول تو اس وقت بیشتر مدارس اپنے وسائل کے تحت دینی تعلیم کے ساتھ عصری تعلیم بھی دے رہے ہیں اور ان کے طلبہ سرکاری بورڈوں کے امتحانات میں پوزیشن لے رہے ہیں، اور جہاں اس کی کمی ہے دینی مدارس اسے خود اپنی ضرورت سمجھ کر اس کے لیے کوشاں ہیں۔

دوسرے یہ ادارے قرآن وحدیث اور اسلامی فقہ کی تعلیم کے لیے مختص ہیں۔ ضروری عصری تعلیم کے بعد اگر ان کا سارا زور قرآن وحدیث اور فقہ پر ہو تو اسپیشلائزیشن کے اس دور میں اس کی حکمت ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ کسی لاء کالج سے یہ مطالبہ کرنا کہ سائنس اور ٹیکنالوجی کے ماہرین کیوں پیدا نہیں کرتا؟ ایک لغو مطالبہ ہے۔ لیکن ہمارا تجربہ یہ ہے کہ عصری تعلیم کا شوشہ دراصل انہیں حکومت کے ماتحت کرنے کے لیے چھوڑا گیا ہے، تاکہ علماء اور اہلِ مدارس کو دینی معاملات میں حق گوئی سے روکا جاسکے۔ یہ متفقہ اجتماع واضح کرنا چاہتا ہے کہ مدارس ایسی کسی کاوش کو کسی قیمت پر قبول نہیں کریں گے۔

⓾ - یہ اجتماع بیت المقدس اور فلسطین کی آزادی کی جدوجہد کی دل وجان سے نہ صرف حمایت کرتا ہے، بلکہ اس بات کو ہر مسلمان کا فریضہ سمجھتا ہے کہ وہ اپنی استطاعت کی حد تک اس مقصد کے حصول کے لیے کسی کوشش سے دریغ نہ کرے۔ اگرچہ ظاہری سطح پر جنگ بندی کا اعلان ہوگیا ہے، لیکن اسرائیل کی طرف سے بے گناہوں کو نشانہ بنانے اور ان کو امداد پہنچانے میں رکاوٹیں ڈالنے کا سلسلہ جاری ہے۔ ایسے حالات میں مسلمان ملکوں سے یہ مطالبہ کیا جارہا ہے کہ وہ اپنی افواج وہاں بھیج کر حماس کو غیر مسلح کریں، متعدد مسلمان حکومتیں اس سے انکار کرچکی ہیں اور اب پاکستان پر دباؤ بڑھایا جارہا ہے۔ یہ اجتماع پوری تاکید کے ساتھ حکومتِ پاکستان سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ حماس کو غیر مسلح کرنے کے لیے اپنی افواج کو بھیجنے سے گریز کرے اور اس سلسلے میں کسی دباؤ میں نہ آئے۔ الحمدللہ پاکستان کی افواج جذبۂ جہاد سے آراستہ ہیں اور انہیں آزادیِ بیت المقدس یا آزادیِ فلسطین کی کسی مقدس جدوجہد کے خلاف کھڑا کرنے کا تصور بھی قوم کے لیے ناممکن ہے۔ اس سازش سے ملک کو محفوظ بنانا حکومت کی ذمہ داری ہے، جس کا ہم پرزور مطالبہ کرتے ہیں۔

فہرست علمائے کرام ومعزز شخصیات

نام گرامی	نام گرامی	نام گرامی
حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب	حضرت مولانا مفتی منیب الرحمٰن صاحب	حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب
حضرت مولانا محمد حنیف جالندھری صاحب	حضرت مولانا محمد یاسین ظفر صاحب	حضرت جناب شجاع الدین صاحب

حضرت علامہ سید ریاض حسین نجفی صاحب	حضرت مولانا سید حامد سعید کاظمی صاحب	حضرت مولانا عبدالغفور حیدری صاحب
حضرت مولانا خواجہ خلیل احمد صاحب	حضرت مولانا راشد سومرو صاحب	حضرت مولانا عبدالقیوم ہالیجوی صاحب
حضرت مولانا ڈاکٹر عطاء الرحمٰن صاحب	حضرت ڈاکٹر ابوالخیر محمد زبیر صاحب	حضرت علامہ ابتسام الٰہی ظہیر صاحب
حضرت مولانا امداد اللہ یوسف زئی صاحب	حضرت مولانا عبدالحق ثانی صاحب	حضرت مولانا پیر نور الحق قادری صاحب
حضرت مولانا سعید یوسف صاحب	حضرت مولانا محمد یوسف خان صاحب	حضرت علامہ محمد ریحان امجد نعمانی صاحب
حضرت مولانا مفتی محمد طیب صاحب	حضرت قاری محمد عثمان صاحب	حضرت مولانا محمد سلفی صاحب
حضرت مولانا فضل الرحمٰن درخواستی صاحب	حضرت مولانا محمد اعجاز مصطفی صاحب	حضرت مولانا محمد زبیر اشرف عثمانی صاحب
حضرت مولانا مفتی محمد زبیر صاحب	حضرت مولانا محمد عمران اشرف عثمانی صاحب	حضرت مفتی عبدالرؤف سکھروی صاحب
حضرت مولانا عبدالستار صاحب	حضرت مولانا حکیم محمد مظہر صاحب	حضرت مولانا احمد افنان صاحب
حضرت علامہ یاسر نواز صاحب	علامہ سید فیاض حسین نقوی صاحب	حضرت مولانا عبدالکریم عابد صاحب
حضرت مولانا سمیع الحق سواتی صاحب	حضرت مولانا عبدالوحید صاحب	جناب بابر قمر عالم صاحب
حضرت سید حماد اللہ شاہ صاحب	حضرت مولانا قاضی احسان صاحب	حضرت مولانا مفتی اویس ارشاد صاحب
حضرت مولانا قاری عبدالرشید صاحب	حضرت مولانا خلیل احمد اعظمی صاحب	حضرت مولانا راحت علی ہاشمی صاحب
حضرت مولانا محمد منظور مینگل صاحب	حضرت مولانا انس عادل صاحب	حضرت مولانا محمد غیاث صاحب
حضرت مولانا قاری اللہ داد صاحب	حضرت مولانا ڈاکٹر قاسم محمود صاحب	حضرت علامہ شعیب معینی صاحب
حضرت مولانا ضیاء الرحمٰن صاحب	حضرت مولانا ڈاکٹر خلیل احمد اعظمی صاحب	حضرت علامہ احمد ربانی صاحب
حضرت علامہ اِکرام سیالوی صاحب	حضرت علامہ ثاقب صدیق گلستان صاحب	حضرت نصیر الدین سواتی صاحب
حضرت مولانا عابد مبارک صاحب	حضرت مولانا مفتی جان نعیمی صاحب	